سلسلہ
مواعظ حسنہ نمبر ۱۵

مقصدِ حیات

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲۔ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۹۸۱۱۲ - ۴۹۹۲۱۷۶

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۵

مقصدِ حیات

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۳۶۸۱۱۲ ۳۹۹۲۱۷۶

انتساب

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات درحقیقت مرشدنا و مولانا محی السنہ
حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم اور حضرت اقدس
مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس
مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبتوں کے فیوض
و برکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ

نام وعظ ________ مقصدِ حیات

واعظ ____ عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع و مرتب ________ سید عشرت جمیل میر

کتابت ________ محمد علی زاہد

تصحیح (کتابت میں اغلاط کی نشاندہی) ____ حافظ محمد یونس (ایم ایس سی ایم ایڈ)

ناشر

کُتب خانۂ مظہری

گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ، ۴۹۹۲۱۷۶

فہرست

قَالَ اللہُ تعالیٰ فی کتابہ الکریم سورۃ الذاریات

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ○

اور ہم نے جن و انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔

صَدَقَ اللہُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

آغازِ سُخن

جنوبی افریقہ کے دوسرے سفر سے واپسی پر مرشدنا و مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب اطال اللہ بقاءھم وادام اللہ فیوضھم وانوارھم سے بعض خاص احباب نے درخواست کی کہ ختم قرآن کے موقع پر ان کی مسجد میں حضرت والا نصیحت کے چند کلمات فرمادیں۔ بوجہ تعلق خاص باوجود تکان وضعف کے حضرت والا نے ان کی درخواست قبول فرمائی اگرچہ گذشتہ کئی برسوں سے رمضان شریف میں بوجہ ضعف مساجد میں وعظ فرمانے کا حضرت والا کا معمول نہیں ہے۔

پیش نظر وعظ شب ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ کو مطابق ، مارچ ۱۹۹۴ء بروز دوشنبہ بعد تراویح دس بجے شب معمار ایونیو گلشن اقبال نمبر ۱۳ کی مسجد خلفاء راشدین میں ہُوا جو تقریباً سوا گھنٹہ جاری رہا جس میں دُنیا کی فنائیت اور انسان کی زندگی کا مقصد عجیب عنوانات اور انوکھی تعبیرات سے بیان فرمایا جس کو سُن کر دل دُنیا کی محبت سے سرد اور آخرت کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔ اس کا نام "مقصد حیات" تجویز کیا گیا۔ بوقت تحریر قرآنی آیات واحادیث مبارکہ کے حوالے بین القوسین درج کردیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ شرف قبول عطا فرمائیں اور امت مسلمہ کے لیے نافع فرمائیں اور حضرت والا اور ناقل و مرتب اور جملہ معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں ۔ آمین

جامع و مرتب : احقر سید عشرت جمیل عرف میر عفا اللہ عنہ

یکے از خدام حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم - ۲۹ رمضان ۱۴۱۴ھ

مقصدِ حیات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (پارہ ۱۱ سورۃ توبہ آیت ۱۱۹)
وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (پارہ نمبر ۲ سورہ بقرہ آیت ۱۸۳)

حضرات سامعین! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس دُنیا میں جو ہم کو بھیجا ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ جب انسان کسی کام کا مقصد نہیں سمجھتا تو اس کا کام کبھی صحیح نہیں ہوسکتا لہٰذا ہم اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لیں کہ ہم دنیا میں کس لیے آئے ہیں۔ یہ ہمارا پردیس ہے آخرت ہمارا وطن ہے۔ پہلے دنیا کے پردیس کی کچھ مثالیں سُنیے کشمیر کوئٹہ سے اور اطراف پاکستان سے کچھ لوگ کراچی کمانے آتے ہیں۔ کما کر پیسے جمع کرتے ہیں جب پھر اپنے وطن واپس جاتے ہیں یعنی کشمیر، کوئٹہ یا مانسہرہ ہزارہ جہاں کے بھی ہوں تو یا تو اپنا نقد پیسہ لے جاتے ہیں اور وہاں ٹھاٹھ سے رہتے ہیں یا اپنے نقد پیسے سے کرسی یا چیئر وغیرہ خرید کر چیئرمین بن کر جاتے ہیں اور اطراف میں ان کی خوب عزت ہوتی

ہے کہ ماشاء اللہ کراچی سے خوب کما کر آئے ہیں کرسیاں لگی ہوتی ہیں اور دعوت ہوتی ہے تو کراچی کی چائے کی پیالیاں لگی ہوتی ہیں تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے اپنے پردیس کا مقصد سمجھا ہوا تھا ۔ پردیس کی کمائی یعنی کراچی کی کمائی کراچی پر نہیں خرچ کی بلکہ اپنے وطن لے گئے جس سے ان کو عزت ملی اور اگر کراچی کی کمائی کراچی ہی میں خرچ کر دیتے تو وطن میں کوئی عزت نہ ملتی بلکہ لوگ بے وقوف سمجھتے ۔

مسافرانِ دنیا کی تین اقسام

لہٰذا دنیا کے پردیس سے دُنیا کے وطن جانے والے تین قسم کے ہوتے ہیں ۔ بعض لوگ خالی کرنسی یعنی نقد لے جاتے ہیں کیوں کہ وہاں بھی وہی سکہ چلتا ہے جو پاکستان کی حدود میں چلتا ہے اس لیے ان کا نقد بھی ان کے لیے کار آمد ہوتا ہے اور بعض لوگ ساری کرنسی کا سامان لے جاتے ہیں اور بعض لوگ نقد بھی لے جاتے ہیں اور سامان بھی یعنی کرسیاں اور چائے کی پیالیاں پلیٹیں قالین وغیرہ بھی لے جاتے ہیں، مہمانوں کے لیے چادریں لے جاتے ہیں چناں چہ جب ہم لوگ کشمیر جاتے ہیں تو پہاڑوں پر دیکھتے ہیں کہ چادروں پر کراچی لکھا ہوا ہے اور معلوم ہوا کہ چائے کی پیالیاں بھی کراچی سے لائے ہیں ۔ تو دُنیا کے پردیس سے دنیا کے وطن جانے والوں کی تین قسمیں یہ ہیں ۔ نمبر ایک خالی کرنسی یعنی نقد پیسہ لے جانے والے ، نمبر دو کرنسی کے بجائے صرف سامان لے جانے والے ، کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ ایسا سامان دیہاتوں میں نہیں ملے گا اور تیسری قسم یہ ہے جو دونوں لے جاتے ہیں کرنسی بھی اور سامان بھی ۔

دنیا کا سامان سفرِ آخرت کے لیے کار آمد نہیں

اسی سے سمجھئے کہ جب ہم آخرت

کی طرف جاتے ہیں، جس دن ہمارا ڈیپارچر ہوتا ہے، دُنیا سے روانگی ہوتی ہے اور دُنیا کا ویزا ختم ہوجاتا ہے تو جو بڑے سے بڑے پردیس کی مختلف قسم کی زندگی گذارنے والے اس جہان میں ہیں بتایئے کہ ڈیپارچر کے وقت ان کے ساتھ کیا کیا سامان جاتا ہے۔ جب دُنیا سے آخرت کی طرف قبرستان میں ہمارا جنارہ اترتا ہے تو بتایئے کہ کوئی دُنیا کی کرنسی لے جاتا ہے ؟ یا پلیٹ، پیالیاں، موبائل ٹیلی فون، وائرلیس، صاف ستھری چادریں، کاریں وغیرہ کوئی سامان لے جاتا ہے ؟ یا سامان اور نقد دونوں لے جاتا ہے ؟ نہ سامان لے جاتا ہے نہ نقد کرنسی لے جاتا ہے اور نہ دونوں لے جاتا ہے۔ جب ہم دنیا سے جاتے ہیں اور قبر میں ہمارا جنازہ اترتا ہے تو شاعر کہتا ہے۔

؎ شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

دوسرا شاعر کہتا ہے۔

؎ دبا کے قبر میں سب چل دیئے دعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہوگیا زمانے کو

جو آگے پیچھے پھرتے تھے، کپڑے دھوتے تھے، تیل کی مالش کرتے تھے، پیر دباتے تھے یہ سارے خدمت گذار مٹی ڈال کر چلے جارہے ہیں۔

شکور کی تعریف

مٹی ڈالنے پر مجھے ایک واقعہ اچانک یاد آگیا جس کو میں بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ سمجھتا ہوں ورنہ اچانک یاد نہ آتا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام شکور ہے۔ محدثِ عظیم ملا علی قاریؒ مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ میں اللہ کے ناموں کی تفصیل اور شرح

ہیں لکھتے ہیں کہ اللہ کے ننانوے ناموں میں سے ایک نام شکور ہے اس کے معنی ہیں اَلَّذِیْ یُعْطِی الْاَجْرَ الْجَزِیْلَ عَلَی الْعَمَلِ الْقَلِیْلِ شکور اس ذات کو کہتے ہیں جو تھوڑے سے عمل پر بہت زیادہ انعام دے دے۔ مثال کے طور پر سڑک پر چلتے ہوئے حسینوں سے، نامحرم عورتوں سے نظر بچائی یہ نظر بچانا کون سا بڑا کام ہے آپ پٹائی سے بچ گئے رسوائی سے بچ گئے عشق مجازی سے بچ گئے اور ذلّت وخواری سے بچ گئے۔ عورتوں میں بھی یہ تاثر ہوتا ہے کہ یہ نظر بچا کر گذرنے والا کوئی اللہ والا بندہ معلوم ہوتا ہے اگر دیکھ لیتے تو داڑھی کی عزت ختم ہو جاتی، گول ٹوپی کی عزت ختم ہو جاتی۔ اللہ تعالےٰ نے اس نظر کی حفاظت پر تین انعام عطا فرمائے جو اُن کے شکور ہونے کی دلیل ہے۔

حفاظتِ نظر کا پہلا انعام بے چینی سے حفاظت

پہلا انعام کیا ہے؟

بے چینی سے حفاظت۔ نظر ڈالنے کے بعد بے چینی بڑھ جاتی ہے کہ آہ کاش یہی مل جاتی تو لفظ کاش اور حسرت سے آپ کو حفاظت ملتی ہے اس پہلے انعام کا نام ہے حسرتوں سے حفاظت۔ اب کاش نہیں نکلے گا کیوں کہ دیکھا ہی نہیں۔ پھر گھر کی چٹنی روٹی بریانی اور پلاؤ معلوم ہو گی کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے یہ ہم کو عطا فرمائی ہے۔ آپ بتائیے کہ اگر مجنوں کو ساری دُنیا کی عورتیں بریانی اور پلاؤ بھیجتیں اور اس کی وہ لیلیٰ جس پر وہ ظالم پاگل ہُوا تھا سوکھی روٹی بھیجتی تو مجنوں کس لیلیٰ کا کھانا کھاتا؟ اپنی لیلیٰ کا! اور کہتا کہ یہ سوکھی روٹی میری لیلیٰ کے ہاتھ سے آئی ہے۔ تو جو مولیٰ کے عاشق ہیں، جو اللہ والے ہیں وہ اپنی بیوی کو تمام دنیا کی لیلاؤں سے بہتر سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے مولیٰ نے عطا فرمائی ہے اور اسی لیے وہ چین سے رہتے ہیں ان کے گھر میں سکون رہتا ہے۔

اور جو ادھر ادھر تاک جھانک کرتے ہیں ان کے گھر میں بے برکتی، پریشانی اور لڑائی جھگڑے رہتے ہیں کیوں کہ نظر میں تو دوسری سما گئی اس لیے اپنی بیوی ان کو اچھی نہیں لگتی۔ تو نظر بچانے کا پہلا انعام کیا ملا؟ حسرت اور بے چینی اور پریشانی سے حفاظت۔

حفاظتِ نظر کا دوسرا انعام ایمان کی حلاوت

دوسرا انعام ہے ایمان کی حلاوت۔ حدیث قدسی ہے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ محدثین لکھتے ہیں کہ حدیث قدسی کی تعریف یہ ہے هُوَ الْكَلَامُ الَّذِيْ يُبَيِّنُهُ النَّبِيُّ بِلَفْظِهٖ وَيُنْسِبُهٗ اِلٰى رَبِّهٖ حدیثِ قدسی وہ کلامِ نبوت ہے جو زبانِ نبوت سے نکلے مگر نبی یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے ایسی حدیث کو حدیثِ قدسی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نظر کتنی زہریلی چیز ہے ابلیس کا تیر ہے اِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ نظر ابلیس کا تیر ہے اور تیر بھی زہر میں بجھایا ہوا۔ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ (کنز العمال جلد۵ صفحہ۳۲۸) جس نے میرے خوف سے اپنے قلب و نظر کو اس تیر سے بچا لیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس کو کیا دوں گا اس نے آنکھ کی مٹھاس مجھ پر فدا کی میں اس کو دل کی مٹھاس، ایمان کی حلاوت دے دوں گا۔ علامہ ابن قیم جوزی فرماتے ہیں کہ بندہ نے بصارت دے کر بصیرت لے لی۔ بصارت آنکھ کی بینائی کو کہتے ہیں، نظر کی روشنی کو بصارت کہتے ہیں اس نے اپنی بصارت کو خدا پر فدا کیا اس کے بدلہ میں اللہ نے اس کو بصیرت اور قلب کی ایمانی مٹھاس دے دی۔

حفاظتِ نظر کا تیسرا انعام حسنِ خاتمہ کی بشارت

محدثِ عظیم ملا علی قاریؒ

جو ہرات کے رہنے والے تھے ثم ھاجر الیٰ مکہ پھر مکہ کی طرف ہجرت کی۔ آج ان کی قبر جنت المعلیٰ میں ہے وہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ ایمان کی حلاوت دے گا پھر اس کا خاتمہ ایمان پر ضروری ہو جائے گا کیوں کہ اللہ تعالےٰ ایمان کی حلاوت دے کر واپس نہیں لیتے اور حفاظتِ نظر کا یہ تیسرا انعام ہے۔

لہٰذا آج سڑکوں پر، ایئرپورٹوں پر، ریلوے اسٹیشنوں پر، مارکیٹوں میں جگہ جگہ جہاں جہاں بھی عورتیں سامنے آئیں نظر بچا بچا کر اللہ تعالےٰ سے حُسنِ خاتمہ کا سودا کر لیجئے۔ وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا (مرقات صفحہ ۴، جلد ۱) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ جس قلب کو ایمان کی مٹھاس دیتے ہیں پھر واپس نہیں لیتے فِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى بِشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اشارہ ہو گیا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ آج سڑکوں پر، ایئرپورٹوں پر اور بازاروں میں جگہ جگہ ایمان کی حلاوتیں بٹ رہی ہیں بشرطیکہ اس نظر سے مٹھائی کی دکانوں کو مت دیکھو یعنی نامحرم شکلوں پر نظر نہ ڈالو۔ اگر کسی کی شوگر بڑھی ہو اور وہ مٹھائی کی دکان کو دیکھ لے تو دیکھنے سے اس کی شوگر نہیں بڑھے گی لیکن یہ نظر کی ایسی ظالم مٹھائی ہے کہ دیکھنے سے ہی زہر اتر جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے نامحرم عورتوں کو صرف دیکھ لیا، استعمال نہیں کیا، بات بھی نہیں کی لیکن یہ آنکھوں کا زنا ہو گیا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے علماء سے عرض کرتا ہوں کہ بخاری شریف میں دیکھ لیجئے فَزِنَى الْعَيْنِ

النَّظَرُ (بخاری جلد ۲ کتاب الاستیذان) بدنگاہی آنکھوں کا زنا ہے اور اس میں وہ لڑکے بھی شامل ہیں جن کے داڑھی مونچھ نہ ہو۔ لہٰذا آنکھوں کا زنا کر کے ولی اللہ بننے کا خواب دیکھنے والوں کو اپنا سر پیٹنا چاہیے ولی اللہ بننے کا شوق ہے تو یہی قرینے ہیں ولی اللہ بننے کے ؟

ولی اللہ بننے کے لیے دو کام

لہٰذا نظر کی حفاظت اور دل کی حفاظت اگر سالک یہ دو کام کر لے تو انشاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ ہو جائے گا۔ باقی سب پرچے آسان ہیں باقی سب گناہ چھوڑنا آسان ہیں بس دو کام اہم ہیں۔ ایک سرحد کی حفاظت اور ایک دارالخلافہ کی حفاظت۔ دیکھئے دشمن دو راستوں سے آتا ہے یا تو سرحد سے آئے گا یا براہ راست دارالخلافہ پر ہوائی جہاز سے حملہ کر سکتا ہے جب آپ نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق آنکھوں کی سرحد کی حفاظت کر لی اور قلب کے دارالخلافہ کی حفاظت کر لی تو بس آپ کے لیے اللہ کی ولایت اور دوستی کا راستہ بالکل ہموار ہے جو گناہ سے نظر سے بچائے گا اور دل بچائے گا وہ ظالم کیا جھوٹ بولے گا؟ بڑا مشکل پرچہ جو حل کر لے گا اس کو آسان پرچہ حل کرنا کیا مشکل ہے۔ جو سو ڈگری کا بخار برداشت کر لے گا اس کو پچاس ڈگری کا برداشت کرنا کیا مشکل ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک اونٹ جس کے اوپر بڑے بڑے ڈھول بجتے تھے جب کوئی اعلان بادشاہ لوگ کراتے تھے تو اونٹ پر کوچوان چوب مارتا تھا اور اعلان کرتا تھا کہ بادشاہ سلامت کا یہ اعلان ہے۔ اس نقارہ کی آواز دو میل تک جاتی تھی۔ وہ اونٹ ایک گاؤں سے گذرا تو چھوٹے چھوٹے بچوں نے تالیاں بجا بجا کر اس کو چڑانا شروع کیا تو مولانا

رومیؒ فرماتے ہیں کہ اس اونٹ نے کہا کہ اے بچو! تمہاری چھوٹی چھوٹی ہتھیلیوں کی چٹ چٹ پٹ پٹ کی جو آواز ہے یہ مجھ پر کیا اثر کرے گی میری پیٹھ پر جو نقارہ بجتا ہے اس کی آواز دو میل تک جاتی ہے۔ جب میرے کان اس زور شور کی آواز کے برداشت کرنے والے ہو گئے ہیں تو تمہاری چھوٹی چھوٹی ہتھیلیوں کی چٹ چٹ کی آواز میرے لیے تو مچھر کے برابر بھی نہیں ہے۔

استحضارِ عظمتِ الٰہیہ کے آثار

لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں اتر جاتی ہے اور میدانِ قیامت کے سوال جواب کا خوف دل میں اُتر جاتا ہے اتنے بڑے نقارے کے بعد دنیا کی ملامتوں کا اور دنیا والوں کے لعن طعن کی وہ پروا بھی نہیں کرتا کہ لوگ کیا کہیں گے۔ ایک شخص نے ایک مشت داڑھی رکھ کر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت جب سے داڑھی رکھی ہے میرے تمام دوست احباب میرا مذاق اڑا رہے ہیں، خوب ہنس رہے ہیں۔ حضرت حکیم الامتؒ نے اس کو جواب لکھا کہ اپنے دوستوں کو ہنسنے دو تم کو قیامت کے دن رونا نہیں پڑے گا اور ایک صاحب کو جواب دیا کہ لوگوں کے ہنسنے سے کیوں ڈرتے ہو تم کیا لوگ نہیں ہو۔ کیا تم لگائی ہو۔ لوگوں سے تو لگائی ڈرتی ہے۔ تم مرد ہو کر ڈرتے ہو ہنسنے دو۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ نظر کی حفاظت پر کتنا بڑا انعام ملا۔ نمبر ایک پریشانی، بے چینی، حسرت سے حفاظت، نمبر دو ایمان کی حلاوت، جو نظر بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ایمان کی حلاوت دیں گے اور ایمان کی حلاوت کے بعد تیسرا انعام کیا ملے گا حُسنِ خاتمہ یعنی ایمان پر خاتمہ کی بشارت۔

حفاظتِ نظر پر حسنِ خاتمہ کے انعامِ عظیم کا سبب

اب اگر کوئی کہے صاحب یہ نظر بچانا تو کوئی زیادہ مشکل کام نہیں اتنا بڑا انعام اس پر کیوں ہے؟ تو جو نظر بچانے والے ہیں ان سے پوچھو کہ جب نظر بچاتے ہیں تو دل پر کیا گذرتی ہے اور ایک صاحب نے پوچھا کہ نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ اور اتنا زبردست انعام کیوں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ چوں کہ نظر کی حفاظت پر سارا غم دل اٹھاتا ہے اور جسم میں دل بادشاہ ہے۔ بادشاہ اگر آپ کے یہاں مزدوری کرے تو آپ مزدوری زیادہ دیں گے یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ بھی دل کی مزدوری زیادہ دیتا ہے کہ دل جسم کا بادشاہ ہے۔ لہٰذا دل جب محنت کرتا ہے، غم اٹھاتا ہے مالک کو خوش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نوازتے ہیں، اپنے ایمان کی حلاوت دے دیتے ہیں یوں سمجھ لو کہ اپنی محبت دے دیتے ہیں مُردوں کی محبت سے نجات دی اور زندہ حقیقی دل میں مل گیا۔

کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر

اور اگر انہیں مرنے والوں پر مَرتے رہے تو آخر میں جب ان کا جغرافیہ بدل جائے گا چہرہ بدل جائے گا، صراحی جیسی گردن موٹی ہو جائے گی، گال اندر کو پچک جائیں گے، دانت منہ سے نکال کر ٹوتھ پیسٹ کر رہی ہو گی یا کر رہا ہو گا تو پھر میرا یہ شعر پڑھنا پڑے گا جو میں نے میر صاحب کے لیے کہا ہے لیکن میر صاحب کے لیے ہی نہیں، خود ہمارے لیے بھی ہے۔ سالکین کے لیے ہے آدھی رات کا یہ شعر ہے، میں اللہ کی نعمت عرض کرتا ہوں کہ بعد منتصف اللیل جب آس

دُنیا کے آسمان پر اللہ تعالےٰ نزول فرماتے ہیں بے ساختہ یہ شعر ہو گیا

حسینوں کا جغرافیہ ہے یہ بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر

یہ تارے گننے کی تاریخ تھی، رونے کی، اشکباری بے قراری اور اختر شماری کی۔ اختر شماری کے معنی ہیں رات میں تارے گننا، میرا نام نہ سمجھنا۔ اختر کے معنی تارے کے ہیں نہیں تو آپ کہیں کہ آپ کو تو میں نے نہیں شمار کیا تھا۔ یہ سب کیا ہُوا، کہاں گئی وہ تاریخ

حسینوں کا جغرافیہ ہے یہ بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر
یہ عالم نہ ہو گا تو پھر کیا کرو گے
زحل مشتری اور مریخ لے کر

حُسنِ فانی سے دل لگانا حماقت ہے

آسمان کے ستاروں کے مانند زمین پر بھی حُسن کے ستارے پھیلے ہُوئے ہیں۔ یہ سب فانی ہیں، اپنی حماقتوں سے باز آجاؤ انٹرنیشنل ڈنگی بین الاقوامی احمق جس کو دیکھنا ہو وہ حسینوں پر مرنے والے کو دیکھ لے۔ یہ مَیں نہیں کہتا حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر گناہ کرنے والا تو بے وقوف ہے ہی لیکن نظر کا مجرم جو ہے یہ سب بے وقوفوں کا سردار ہے، امیر الحمقاء ہے کیوں کہ ملنا ملانا کچھ نہیں بس دل کو جلانا اور تڑپانا اور پانا کچھ نہیں مفت میں آنکھوں کا زنا کر رہا ہے زبان سے اگر بات کر لی تو یہ زبان کا زنا ہے۔ بلاضرورت باتیں کر رہا ہے۔

کُڑ رہا ہے آپا آپ کا مکان کہاں ہے گلشن اقبال کے کون سے نمبر میں ہے۔ کیا ضرورت ہے آپ کو آپا سے یہ بات کرنے کی ؟ اس کا حرام پاپا کھا رہے ہو اور نفس تمہارا اس پر چھاپہ مار رہا ہے۔ سوچو کہ اللہ دیکھ رہا ہے جس کو ہر وقت یہ مراقبہ ہو کہ اللہ میری نظر کو دیکھ رہا ہے کہ میرا بندہ کہاں نظر ڈال رہا ہے وہ بدنگاہی کیسے کر سکتا ہے

میری نظر پہ ان کی نظر پاسباں رہی
افسوس اس احساس سے کیوں بے خبر تھے ہم

ہر وقت یہ احساس رہے کہ اللہ میری نظر کو دیکھ رہا ہے۔ یہ نہیں کہ ایئر پورٹ پر کسی بڑھی کی مدد کا تو کوئی خیال نہیں اور کسی نمکین لڑکی کو دیکھا تو کہا کہ لائیے میں آپ کا بیگ بھی لے لوں اور آپ کا امیگریشن بھی کرا دوں۔ میں ذرا مسافروں کی خدمت اچھی کرتا ہوں۔ ارے یہی ایک مسافرہ ہے اور بھی تو مسافر ہیں ! دیکھو جو کام کرو سوچو کہ اللہ بھی دیکھ رہا ہے، وہ دل کے راز کو جانتا ہے بزرگ شاعر فرماتے ہیں

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

یہ سمجھ لیجئے کہ اللہ کو ایکسرے کی ضرورت نہیں۔

شکور کی تشریح پر ایک حکایت

مَیں نے عرض کیا تھا کہ اللہ کا ایک نام شکور ہے جس کے معنی ہیں کہ تھوڑے سے عمل پر بہت زیادہ جزا دینے والا۔ اس پر مُلّا علی قاری نے ایک واقعہ بیان کیا تاکہ سمجھ میں آجائے کہ اللہ تعالیٰ کیسے شکور ہیں اور کیسے اپنے بندوں کے اعمال پر بے حد جزا دیتے ہیں۔ یہ واقعہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ میں ہے

جو عربی زبان میں ہے میں اس کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ حکی ان رجلا روی فی المنام ایک شخص کی حکایت بیان کی گئی کہ ایک بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا حَاسَبَنِیْ رَبِّیْ میرے رب نے میرا حساب شروع کیا فَخَفَّتْ كِفَّةُ حَسَنَاتِیْ میری نیکیوں کا پلہ ہلکا پڑ گیا۔ میں نے سمجھ لیا کہ بس اب جہنم میں جانا پڑے گا فَوَقَعَتْ فِیْهَا صُرَّةٌ کہ ایک چھوٹی سی تھیلی آ کر گری جس سے میری نیکیوں کا وزن بڑھ گیا اور نجات مل گئی میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ مَا هٰذَا یَا رَبِّیْ اے میرے رب یہ تھیلی کیا چیز ہے اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا سنئے! مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد۵ میں یہ واقعہ موجود ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا هٰذَا كَفُّ تُرَابٍ اَلْقَیْتَهٗ فِیْ قَبْرِ مُسْلِمٍ یہ وہ مٹی ہے جو اپنے ہاتھ سے تو نے ایک مسلمان کی قبر پر ڈالی تھی وہ ہی میں نے قبول کر لی تھی۔ آج اسی کے صدقہ میں تیری مغفرت ہو گئی۔

ایک تبلیغی دوست کو میں نے جب یہ بات بتائی تو اس نے کہا کہ پہلے تو میں تھوڑی تھوڑی مٹی ڈالتا تھا اب تو خوب بھر بھر کے ڈالوں گا۔

دوستو! ایک بات یہ عرض کرتا ہوں کہ جو لوگ ہر وقت میری بات سننے والے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ آج علم میں کوئی اضافہ ہو گا۔ دردِ دل حاصل کیجئے، کیفیتِ ایمانی و احسانی حاصل کیجئے بس یہی مقصد ہے۔ علوم کے اضافہ والی بڑی بڑی لائبریریاں ہیں لیکن وہاں سگریٹ پی رہے ہیں نماز بھی نہیں پڑھتے۔

دنیا کا مال و متاع مقصدِ حیات نہیں

میں نے ابھی یہ عرض کیا تھا کہ دنیا کے پردیس

سے دُنیا کے وطن کی طرف جب واپسی ہوتی ہے تو تین طریقہ پر ہوتی ہے یا صرف کرنسی یا سامان اور کرنسی یا صرف سامان لیکن جب انسان اللہ کی طرف جاتا ہے، جب قبر میں جنازہ اترتا ہے تو پھر کرنسی بھی یہیں چھوڑ دیتا ہے، سامان بھی چھوڑ دیتا ہے اور اگر دونوں لے جانا چاہے تو کچھ نہیں لے جا سکتا۔ جب کچھ بھی ساتھ نہیں لے جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ مقصدِ حیات یہ نہیں تھا آخرت کے وطن اور اس وطن میں فرق ہے۔ دُنیا کے پردیس کی کمائی اور کرنسی آپ اپنے دُنیا کے وطن میں لے جا سکتے ہیں، کراچی کی کرنسی کشمیر لے جا سکتے ہیں لیکن جب اصلی وطن آخرت جانا ہوگا تو ہم ایک سوت کپڑا بھی نہیں لے جا سکتے سوائے کفن کے کوئی پینٹ شرٹ نہیں لے جا سکتے۔ سب اتار لی جائیں گی، گھڑیاں تک اُتار لی جائیں گی، چشمے بھی اُتار لیے جائیں گے چاہے سنہری کمانی کیوں نہ ہو، ساری کرنسی جیب سے نکال کر، کرتے پاجامے اُتار کر کفن میں لپیٹ دیا جائے گا کہ جاؤ اپنے وطن۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جب دُنیا میں آئے تھے تو ننگے آئے تھے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو بالکل ننگا آتا ہے۔ اب جاتے وقت اتنا ہوا کہ کچھ کفن اللہ تعالیٰ نے دے دیا کہ جب تم بچے تھے، پیدا ہوئے تھے اس وقت تم ننگے بھی اچھے لگتے تھے مگر اب بڈھے ہو کر ننگے جاتے تو اچھا نہ لگتا۔ لہٰذا عزت کے ساتھ، شرافت کے ساتھ میرے پاس آؤ۔ کفن کو شریعت نے لازم کر دیا اور اب تم ہمارے مہمان ہو ہمارے پاس آرہے ہو لہٰذا اب تمہیں ہم مرسڈیز پر نہیں لادیں گے۔ بسیں اور کاریں تمہارے لیے عزت کی چیز نہیں ہیں لہٰذا جو سب سے زیادہ اشرف ہے، اشرف المخلوقات ہے تم اس انسان کے کندھوں پر چلو۔ آج کوئی بادشاہ بھی کسی کے کندھوں پر نہیں چل سکتا اور اگر چلے تو لوگ کہیں گے کہ یہ بادشاہ کیا حماقت کر رہا ہے۔ اللہ نے اپنے مہمانوں

کو یہ عزت دی۔

ایک بزرگ شاعر فرماتے ہیں کہ جب ہم دُنیا میں آئے تھے تو کچھ ساتھ نہیں لائے لیکن جب آخرت کو گئے تو کیا ساتھ لے کر گئے اس پر یہ شعر کہتے ہیں

؎ آئے تھے کس کام کو کیا کر چلے
تہمتیں چند اپنے سر پر دھر چلے
واں سے پرچہ بھی نہ لائے ساتھ میں
یاں سے بھجانے کو لے دفتر چلے

قیامت کے دن اعضاء گواہی دیں گے

ہم اپنے دفتر کو دیکھیں کہ کیا کیا، کیا ہُوا ہے، اپنی خلوتوں میں، تنہائیوں میں جو کام کیے ہیں جس دن قیامت آئے گی تو یہ ہاتھ بولے گا۔

؎ دست گوید من چنیں دزدیدہ ام

مولانا رومیؒ قیامت کا نقشہ کھینچتے ہیں کہ ہاتھ کہے گا کہ اے خدا میں نے اس طرح چوری کی تھی اور

؎ لب بگوید من چنیں بوسیدہ ام

ہونٹ بولیں گے کہ میں نے لڑکیوں یا لڑکوں کا حرام بوسہ لیا تھا۔ یہ ہونٹ خود بولیں گے، مجرم کے خلاف خود گواہی دیں گے لہٰذا ابھی سے ہوش میں آجانا چاہیے

؎ چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام
گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام

آنکھ کہے گی کہ مَیں نے حرام اشارہ بازی کی ہے، نامحرم عورتوں کو دیکھا ہے۔ کان کہے گا کہ میں ہمیشہ گانا سنا کرتا تھا۔ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ ۲۳ سورہ یٰسٓ) اللہ منہ پر اس دن سیل کر دیں گے، مہر لگا دیں گے سارے اعضاء ہاتھ اور پَیر سب بولنے لگیں گے آج جن اعضاء کو حرام مزے دیئے جا رہے ہیں یہی کل قیامت کے دن جوتے لگوا دیں گے۔ رومانٹک والوں سے پوچھو کہ حرام بوسہ میں کتنا مزہ آتا ہے لیکن ان کو یہ پتہ نہیں کہ سَر پر راسٹک پڑنے والی ہے۔ رومانٹک کی کھوپڑی پر راسٹک پڑے گی اس وقت پتہ چلے گا جب یہ اعضاء بولنے لگیں گے۔ لہٰذا جلد توبہ کر لینی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کس طرح برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں

یہ مبارک مہینہ ہے۔ اس مبارک مہینہ میں رو رو کر ہم اللہ سے معافی مانگ لیں جو شخص صدق دل سے توبہ کرتا ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی بُرائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (پارہ نمبر ۱۹ سورۃ فرقان)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل صالح کرے ہم اس کی بُرائیوں کو نیکیوں سے بدل دیں گے۔

اس پر ایک علمی اشکال یہ ہے کہ توبہ تو حالتِ ایمان میں قبول ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے اِلَّا مَنْ تَابَ کیوں فرمایا؟ حضرت حکیم الامت نے تفسیر بیان القرآن میں

اِس کا جواب دیا کہ یہ آیت مشرکین کے لیے نازل ہوئی ہے یعنی مَنْ تَابَ عَنِ الشِّرْكِ جو شرک سے توبہ کرلے وَاٰمَنَ پھر ایمان قبول ہوگا۔ حالت شرک میں جو بت کے سامنے سجدہ کرے اس کا ایمان کیسے قبول ہوسکتا ہے۔ تفسیر مظہری میں بھی اِلَّا مَنْ تَابَ کی تفسیر عن الشرك کی ہے یعنی جو شرک سے توبہ کرے اور پھر ایمان بھی لے آئے اور نیک اعمال یعنی ضروری طاعات کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا فرمائے گا۔ توبہ کرنے سے ہماری بُرائیاں کس طرح نیکیوں سے بدل جائیں گی اس کی علامہ آلوسی نے تین تفسیر کی ہے۔

تبدیل سیئات بالحسنات کی پہلی تفسیر

تفسیر نمبر ایک کہ جتنی اس نے بُرائیاں کی تھیں ان کو مٹا کر اس کی جگہ اللہ تعالیٰ وہ نیکیاں لکھ دے گا جو وہ مستقبل میں کرنے والا ہے، ماضی کے گناہوں کو مٹا کر وہاں مستقبل کی نیکیاں لکھ دے گا اور خالی اس لیے نہیں چھوڑے گا کہ خالی چھوڑنے سے فرشتے طعنہ دیتے کہ کچھ دال میں کالا تھا۔ یہاں سے کچھ مٹایا گیا ہے کیوں کہ یہاں کچھ لکھا ہوا نہیں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے غلاموں کی آبرو رکھ لی آہ! اپنے بندوں کی آبرو رکھ لی۔ اللہ تعالیٰ اس کے سوابق المعاصی کو مٹا دے گا اور لواحق الحسنات کو وہاں لکھ دے گا یعنی ماضی کے جتنے معاصی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مٹا کر وہاں اس کی مستقبل کی نیکیاں لکھ دیں گے۔ مثلاً ایک شخص فلم میں گانا گاتا تھا اب توبہ کرلی، نماز پڑھنے لگا داڑھی رکھ لی اور حج کرنے گیا تو جتنا اس نے گانا بجانا کیا تھا جو اعمال نامہ میں لکھا ہوا تھا اس کو مٹا کر اس کی جگہ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لکھا ہوا ہوگا،

یعنی توبہ کرتے ہی اس کے گناہوں کو اللہ تعالےٰ مٹا دیتے ہیں اور وہاں وہ نیکیاں لکھ دیتے ہیں جو وہ آئندہ کرنے والا ہے۔ کیا یہ اللہ تعالےٰ کا کرم نہیں ہے۔

دوسری تفسیر

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ ملکۂ تقاضائے معصیت کو ملکۂ تقاضائے حسنات سے تبدیل فرما دیتے ہیں یعنی جو ہر وقت گناہوں کے لیے پاگل رہتا تھا، ہر وقت فلمی گانے، وی سی آر، سینما، ہر وقت ٹیڈیوں کے ساتھ ٹیڈی کر کے نفس کو ریڈی رکھتا تھا اب توبہ کر کے سب گناہوں کو چھوڑ دیا۔ اب اللہ والوں کے پاس جاتا ہے، نیک اعمال کرتا ہے اللہ کی رحمت اس کے تقاضائے معصیت کی شدت کو تقاضائے حسنات کی شدت سے تبدیل کر دیتی ہے لیکن ایک شرط ہے کہ چھپ چھپ کر وہ معصیت کی عادت کو زندہ نہ رکھے جیسے کوئی بھنگی پاڑہ میں رہتا تھا اور روزانہ گو کے کنستر سونگھا کرتا تھا اس کے بعد اس نے توبہ کر لی اور عطر کی دکان میں نوکری کر لی اور اس نے عطر والے سے کہا کہ صاحب ہم کو کوئی ایسا عطر دے دیجئے کہ پھر ہم پاخانہ نہ سونگھیں اور بھنگی پاڑہ سے ہم کو مناسبت نہ رہے۔ اس نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے عود کا عطر لو، دس ہزار روپے کا تولہ ملتا ہے، عرب کے شہزادے لگاتے ہیں تم روزانہ مفت میں لگا لیا کرو کہ ہمارے ملازم ہو۔ لہٰذا وہ ٹھیک ہو گیا اب بدبودار چیز سونگھنے سے اس کو متلی آنے لگی کیوں کہ اس نے بھنگی پاڑہ جانا بالکل چھوڑ دیا تو سال چھ مہینے میں اس کی ناک کا مزاج جو فاسد تھا وہ مزاج سالم سے تبدیل ہو گیا، وہ کہتا ہے کہ بدبو کے تصور سے میں اب بھنگی پاڑہ نہیں جا سکتا، گو کا کنستر دیکھنے ہی سے قے ہو جائے گی اور اس کے ایک ساتھی نے بھی بھنگی پاڑہ سے توبہ کی تھی لیکن وہ چور قسم کا تھا کبھی ہفتہ میں مہینہ میں چھپ کر بھنگی پاڑہ جا کر گو کا کنستر سونگھ آتا تھا اور اپنے مربی کو بتاتا بھی نہیں تھا کہ ایسا نہ ہو کہ پھر جانے ہی نہ

دے۔ اب بتلائیے کہ کیا اس کو صحت ہوگی اور کیا اس کو بدبو سے نفرت ہوگی؛ کیوں کہ یہ ظالم خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہا تھا۔ مولانا رومی اس کو بڑے درد سے فرماتے ہیں اور میں بھی درد سے کہتا ہوں اپنے دوستوں سے

ے دست ما چو پائے مارا می خورد

جب میرا ہی ہاتھ میرے پیر کو کاٹ رہا ہے

ے بے امان تو کسے جان کے برد

تو اے خدا تیری سلامتی و امن کے بغیر ہم اپنی جان کو کیسے بچا سکتے ہیں۔

دوستو! ہم اپنی جان پر رحم کریں ورنہ ساری زندگی کش مکش اور عذاب میں رہے گی دُنیا کا بھی عذاب ہوگا اور جب موت آئی گی تو قبر میں جب عذاب ہوگا تب پتہ چل جائے گا۔ اس لیے میں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ چھپ چھپ کر غلط ماحول میں جانے کی حرام حرکت سے، گناہوں کے ارتکاب سے باز آجائیں، اللہ تعالیٰ کے عذاب کا انتظار نہ کریں جو گناہوں سے سچی توبہ کرے گا پھر اس کے تقاضائے معصیت کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے تقاضے سے بدل دیں گے کچھ دن کا معاملہ ہے۔ سال دو سال ایسا گذار لو کہ بالکل گناہ نہ کرو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ گناہوں کو دل ہی نہیں چاہے گا دل ہی بدل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اللہ والا بنادیں۔

مال و متاع کے مقصدِ حیات نہ ہونے کی ایک عجیب دلیل

پہلی آیت

جو میں نے تلاوت کی تھی اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہم اہل تقویٰ کی صحبت میں رہیں

تو مقصدِ حیات کچا لیں گے۔ مقصدِ حیات کیا ہے؟ جب ہم کفن لپیٹ کر جائیں گے تو کیوں کہ ہم اپنے زیورات، بیوی بچے، قالین، موبائیل ٹیلیفون وائرلیس اور کرنسی کسی قسم کی کوئی چیز نہ لے جاسکیں گے یہی دلیل ہے کہ یہ ہمارا مقصدِ حیات نہیں ہے۔ بتائیے یہ دلیل ہے یا نہیں ورنہ جب سے آدم علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں کیا کسی نے دیکھا کہ کوئی مرنے والا اپنے ساتھ اپنا مکان اور قالین اور ٹیلی فون سب لے جارہا ہو اور فرشتوں سے امداد لے رہا ہو کہ اے فرشتو دوڑو میں اکیلے اپنا قالین اور اپنا مکان نہیں اٹھا سکتا، میری مدد کرو اور اس کے بعد آسمان سے فرشتے آگئے ہوں کہ جن کا یہ جنازہ ہے انھوں نے اللہ میاں سے درخواست کی ہے کہ میری کرسیاں اور میرا قالین، میرا ٹیلی فون اور موبائیل میری کاریں اور میرا ساز و سامان آخرت میں پہنچ جانا چاہیے آج تک کیا کوئی مردہ ایسا گیا ہے جو اپنا مکان اور دنیا کا سامان ساتھ لے گیا ہو۔

عبادت کے مقصدِ حیات ہونے پر دو دلائل

معلوم ہوا یہ مقصدِ حیات نہیں ہے یہ وسائلِ حیات ہیں وسائل چھن جاتے ہیں مقاصد نہیں چھنتے۔ یہی دلیل ہے کہ ہمارا مقصدِ حیات عبادت ہے۔ ہم عبادت کے نور کو اللہ کے پاس لے کر جاتے ہیں اور اسی میں ایک دلیل اور بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرتے دم تک اپنا نام لینے کی طاقت دیتے ہیں کیوں کہ یہ مقصدِ حیات ہے اور بہت سی طاقتیں ساٹھ ستر سال کے بعد ختم ہو جاتی ہیں۔ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ جب طاقت ختم ہو گئی تو بڈھا اپنی بڑھیا سے کہتا ہے کہ لینے دینے پر ڈالو خاک کرو محبت

پاک۔ دوستو! آخری زندگی میں سوائے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے ساری طاقتیں ختم ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ بعض لوگ نابینا ہو گئے بہرے ہو گئے، مگر زبان ان کی حرکت کرتی رہی اللہ کا نام وہ لیتے رہے جو اللہ کے نام کے عادی تھے اور جو اللہ کے نام کے عادی نہیں تھے، چھپ چھپ کر بھنگی پاڑہ جاتے رہے اور خبیث حرکتیں کرتے رہے ان کا خاتمہ کس طرح خراب ہوا۔

غیر اللہ سے دل لگانے کا خوف ناک انجام

دوستو! بڑا دردناک واقعہ سُناتا ہوں

علامہ ابن قیم جوزیؒ فرماتے ہیں کہ ایک عاشق تھا، چھپ چھپ کر اپنے معشوق سے ملا کرتا تھا۔ آخر جب اس کو موت آنے لگی تو اس کے دوستوں نے کہا کہ اب کلمہ پڑھ لو تو کلمہ کے بجائے وہ یہ شعر پڑھتا ہے۔

؎ رضاک اشھیٰ الیٰ فوادی
من رحمۃ الخالق الجلیل

اے معشوق تیرا خوش ہو جانا مجھے خالق جلیل کی رحمت سے زیادہ محبوب ہے نعوذ باللہ۔ کفر پر خاتمہ ہوا۔ تو دوستو! ایسا نہ ہو کہ چھپ چھپ کر یہ حرکت موت کے وقت ظاہر ہو جائے نعوذ باللہ اور سوء خاتمہ کے ساتھ جہنم میں ہمیشہ کے لیے داخلہ ہو اللہ پناہ میں رکھے۔ اس لیے ہم سب جلد از جلد دل سے غیر اللہ کو نکال دیں۔

؎ لے آرزو کا نام تو دل کو نکال دوں
مومن نہیں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

مومن شاعر تھا اس کا ایک دوست تھا اس کا نام آرزو تھا لیکن بدعتی تھا لیکن

جب یہ اہل حق سے وابستہ ہوئے اور سنت کی زندگی مل گئی، تو بدعت کی زندگی سے نفرت ہوگئی لیکن دل کہتا رہتا تھا کہ چلو آرزو کے پاس چلو آرزو کے پاس ایک دفعہ اپنے دل کو ٹھونک کر کہا کہ اے دل سن لے۔

؎ لے آرزو کا نام تو دل کو نکال دوں

اگر تو نے آرزو کا نام لیا تو تجھی کو نکال کر پھینک دوں گا۔

مومن نہیں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

ہم اگر اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت کرنے والوں سے، سنت کو دفن کرنے والوں سے ملیں تو ہم مومن نہیں ہیں۔ میں ایسے لوگوں سے ہرگز نہیں ملوں گا۔

میں اپنے ان دوستوں سے کہتا ہوں جنہوں نے گناہوں سے توبہ کی ہے کہ گناہوں کے مراکز کو گناہوں کے اڈوں کو بالکل چھوڑ دو۔ یہی کہہ دو کہ اگر گناہ کا نام لیا تو اے دل میں تجھ کو ہی سینہ سے نکال دوں گا۔ ان شاء اللہ میں مسجد میں، رمضان کے مہینہ میں اعلان کرتا ہوں کہ ایک پورا سال گناہوں سے بچ کر گذار لیں۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ دل پاک ہو جائے گا تقاضائے معصیت کو اللہ تقاضائے حسنات سے تبدیل فرما دیگا

تبدیل سیّئات بالحسنات کی تیسری تفسیر

اور تیسری تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کی برکت سے کس طرح برائی کو مٹا کر حسنات سے تبدیل فرماتا ہے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مسلم شریف کی روایت ہے یوتی بالرجل یوم القیامۃ قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے فرشتو

اِس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اعرضوا علیہ صغار ذنوبہ اس کے چھوٹے گناہ پیش کیے جائیں گے وینحی عنہ کبارھا اور اس کے بڑے بڑے گناہ چھپا دیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم نے یہ گناہ کیے تھے وہ کہے گا کہ ہاں اللہ تعالیٰ اور دل میں ڈرے گا کہ اب تو بس جہنم میں گئے اِس کے بعد اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ اس کے ہر صغیرہ گناہ کی جگہ پر حسنہ اور نیکی لکھ دو اور یہ وہ نیکی نہیں ہوگی جو اس نے کی ہوگی، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے عطا فرمادیں گے کہ یہاں نیکی لکھ دو اور ایک دوسری روایت میں ہے لیاتین ناس یوم القیامہ بہت سے لوگوں کے ساتھ کرم کا یہ معاملہ ہوگا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں فرمایا کہ یقال ھذا کرم العفو اس کا نام عفو کریمانہ ہے کہ اللہ تعالیٰ معافی بھی دے رہے ہیں اور گناہ کی جگہ نیکیاں بھی دے رہے ہیں کیسا کریم مالک ہے۔ اس کرم کو دیکھ کر وہ کہے گا کہ اللہ میاں ابھی تو میرے اور بھی گناہ ہیں ان لی ذنوبا لا اراھا ھنا میں اپنے بڑے بڑے گناہوں کو تو یہاں دیکھ ہی نہیں رہا ہوں۔ ذرا ڈھٹائی تو دیکھئے کہ جب چھوٹے چھوٹے گناہوں پر نیکیاں ملنے لگیں اور انعامات ملنے لگے تو یہ ظالم اپنے بڑے گناہوں کو اللہ میاں کے سامنے پیش کر رہا ہے ان لی ذنوبا لا اراھا ھنا کہ اللہ میاں میرے تو اور بھی بڑے بڑے گناہ تھے میں ان کو کیوں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اس مقام کو بیان فرمایا تو آپ ہنس پڑے حتی بدت نواجذہ یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں کھل گئیں کہ بندوں کا یہ حال ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ہنس پڑیں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

آہ! اللہ تعالیٰ کے کرم بے پایاں کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔

مقصدِ حیات عبادت ہے

جو دو آیات میں نے تلاوت کیں ان سے معلوم ہوا کہ ہماری زندگی کا مقصد حصولِ تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی ولایت اور دوستی ہے۔ اگر ہماری کرسی، ہماری قالینیں، ہمارے گھر، ہمارے بال بچے، ہمارے کاروبار، ہمارے پیسے سب موت کے وقت چھن جائیں گے اور کفن لپیٹ کر جانا ہے تو دوستو! معلوم ہوا ہے کہ یہ چیزیں مقصدِ حیات نہیں تھیں ورنہ اللہ ہمارا سب مال جنت میں بھیج دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ ہم نے تمہاری زندگی کا مقصد بیان کر دیا اب تم لاکھ دُنیا کی محبت میں پھنس کر ہمیں بھولے رہو یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ ہم نے تو تم کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا لیکن تم رومانٹک دُنیا میں جا کر حسینوں کے چکر میں پڑے ہوئے ہو۔ تو تم نے میری بندگی چھوڑ کر گندگی میں جو اپنی زندگی ضائع کی اس کے تم ذمہ دار ہو۔ اگر میں قرآن میں اعلان نہ کرتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ اللہ میاں آپ نے پیدا کر کے ہم کو بتایا بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (پ۲۷ الذاریات) ہم نے تمہیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا تو بس عبادت ہی جائے گی اللہ کے یہاں۔ لہٰذا دوستو! عبادت کی کرنسی ہی جائے گی اب اس کی توفیق اور ولی اللہ بننے کا نسخہ بتاتا ہوں۔

متقی اور ولی اللہ بننے کے دو نسخے

نمبر ایک اہل اللہ اور اہل تقویٰ کی صحبت میں جاؤ مگر جس سے مناسبت ہو۔ یہاں ہمارے اس شہر کے اندر حضرت مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم بڑے اکابر میں سے ہیں۔ مفتی رفیع عثمانی اور مفتی تقی عثمانی کے استاد ہیں ان کو بخاری پڑھائی ہے۔ سمجھ لیجئے کہ کتنے بڑے عالم ہیں ان سے مناسبت ہو تو

وہاں جائیے مولانا تقی عثمانی کو بھی خلافت ہے مولانا رفیع عثمانی کو بھی خلافت ہے مولانا سبحان محمود صاحب کو بھی خلافت ہے مولانا یوسف لدھیانوی بھی خلیفہ ہیں بہرحال جہاں آپ کا گروپ ملتا ہو۔ دیکھو ہر ایک کا خون مت چڑھوانا محمد علی کلے کو دیکھا کر بڑا مشہور آدمی ہے ڈاکٹر سے کہیے کہ ہمارا خون ملائیے جب خون کا گروپ مل جاتا ہے تب خون چڑھوایا جاتا ہے اگر مناسبت کے بغیر بیعت میں جلدی کر دی تو میرا یہ شعر پڑھنا پڑے گا وہ شعر سنئے!

آنکھ سے آنکھ ملی دل سے مگر دل نہ ملا
عمر بھر ناؤ پہ بیٹھے رہے ساحل نہ ملا

اس لیے ہم سب کے دادا پیر حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ارشاد ہے کہ جہاں تمہاری مناسبت ہو وہیں فائدہ ہوگا۔

ولی اللہ بننے کا پہلا نسخہ صحبتِ اہل اللہ ہے

بیان کے شروع میں جو دو آیات میں نے تلاوت کیں ان میں ایک خاص ربط ہے جو ان شاء اللہ بیان کروں گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تقوے والی زندگی اللہ والی زندگی، ولی اللہ بننے کی زندگی کا ایک نسخہ تو ہم نے پہلی آیت میں نازل کیا کہ تم اللہ والوں کے ساتھ رہو تو اللہ والے بن جاؤ گے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حکیم اختر! آم والوں سے آم، مٹھائی والوں سے مٹھائی، کباب والوں سے کباب اور کپڑے والوں سے کپڑا ملتا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں سے اللہ ملتا ہے۔ لاکھ کتاب پڑھ لو مگر اللہ کو نہیں پا سکتے ہو۔ اگر آپ مٹھائی والوں سے کپڑا خریدنے جائیں تو کیا کہے گا

کہ پاگل ہے لے جاؤ اس کو آغا خان ہسپتال اور کپڑے والے سے مٹھائی مانگو تو کیا کہے گا۔ کپڑے والوں سے کپڑا، مٹھائی والوں سے مٹھائی مانگتے ہو اور اللہ والوں سے خالی تعویذ! واہ! اللہ والے اسی لیے ہیں کہ آپ کو بس تعویذ دیتے رہیں۔ اگر اللہ والوں سے آپ نے اللہ حاصل نہیں کیا تو آپ نے ان کی کچھ عزت نہیں کی کچھ قدر نہیں کی۔ لہٰذا ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

ے ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

لیکن اگر مخلص نہیں ہے تو اللہ والوں کے ساتھ محض مرغا کھانے کے لیے بعض لوگ پڑے رہتے ہیں کہ یہاں پیر صاحب ہیں مرغا آئے گا۔ ایک صاحب علی گڑھ کے اسٹوڈنٹ تھے، میرے ساتھ کر دیئے گئے میرے شیخ نے ان کو میرے ساتھ کر دیا تھا۔ کانپور کے قریب باندہ میں ایک بہت بڑا دار العلوم ہے حضرت مولانا قاری صدیق صاحب کے یہاں کئی وقت مُرغے کھائے ان کی چارپائی رات کو میرے ہی ساتھ تھی کہنے لگے کہ آپ نے جو یہ شعر پڑھا تھا کہ۔

ے ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

تو اس پر میں نے بھی ایک شعر بنایا ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا اس شعر کے مقابلہ میں کون سا شعر آپ نے بنایا ہے اس میں تو یہ تعلیم ہے کہ اللہ کو پانے کے لیے اللہ والوں کے پاس جاؤ، ان سے راہ و رسم قائم کرو۔ کہنے لگے کہ میرا شعر ویسا نہیں ہے جیسا آپ نے پڑھا لیکن سن لیجئے اچھا ہے۔

ع
مُرغ کھانے کی ہے یہی اک راہ
کھانے والوں سے راہ پیدا کر

دیکھا آپ نے ! حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ کا ایک شعر پیش کرتا ہوں جو اچانک یاد آ گیا کہ دوستو ! اپنی قیمت اپنے بنگلوں سے اور اپنی کاروں سے مت لگاؤ کاروباروں سے مت لگاؤ۔ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ سے آپ کو کتنی محبت ہے۔ فرماتے ہیں کہ۔

ع
ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

اور حسن کی دنیا کا حال بھی سُن لیجئے۔ کسی شاعر کا شعر ہے اور بہت عمدہ ہے۔

ع
ایسے ویسے کیسے کیسے ہو گئے
کیسے کیسے ایسے ویسے ہو گئے

یعنی شکلیں بگڑ گئیں، حسن و جمال سب جاتا رہا۔

ع
کر جھک کے مثل کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

اللہ کا نام تمام لذاتِ کائنات کا کیپسول ہے

دوستو ! اللہ پر فدا ہو جاؤ۔ مولائے کائنات پر جو فدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو لیلائے کائنات اور دُنیا بھر کی ساری مٹھائیاں سارے کباب و بریانی کی لذت اپنے نام میں عطا فرماتے ہیں ساری لذاتِ کائنات کا کیپسول اللہ کا نام ہے اگر وہ بے مزہ

ہوتے تو ان چیزوں میں کیسے مزہ پیدا کرتے۔ اگر اللہ تعالیٰ بے مزہ ہوتے تو کباب اور مرغی میں لذت اور مٹھائی اور گنے میں رس کیسے پیدا کرتے۔ بے رس کا ہو اور گنوں میں رس پیدا کر دے جس سے سارے عالم کو شکر ملتی ہے۔

ے اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ اے دل یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے۔

اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا زیادہ حسین ہے اللہ کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ سارے رومانٹک والوں کا انجام گو اور موت کا مقام ہے جہاں ہزاروں کی عزت خراب ہو رہی ہے۔

شیطان دھوکہ باز تاجر ہے

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو تو آپ سب لوگ مانتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تاجر بزنس میں آپ کو نمونہ کچھ دکھائے اور مال دوسرا دے دے تو آپ اس کو چار سو بیس، چکر باز اور دھوکہ باز کہتے ہیں اور اس سے کبھی سودا نہیں خریدتے لیکن ابلیس ہمیشہ دھوکہ دیتا رہتا ہے حسینوں کے گال اور آنکھیں دکھاتا ہے نمونہ کیسا دکھاتا ہے اور مال کیا دیتا ہے پیشاب اور پاخانہ کے مقام پر ملوث کرتا ہے لیکن آہ! اس ابلیس کی دُم نہ چھوڑی۔ لوگ کہتے ہیں کہ کیا کریں صاحب ہر طرف بے پردگی ہے۔ بے پردہ عورتوں نے تو ہماری ناک میں دَم کر رکھا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم نے اُن کی دُم میں ناک کیوں لگائی ہوئی ہے تم نظر بچاؤ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد

مبارک پر عمل کرو۔ وہ چین پاؤ گے، ہر ہر نظر کی حفاظت پر دل کو حلاوتِ ایمانی سے اپنی محبت سے اللہ بھر دے گا۔ دوستو! بس زندگی مت ضائع کیجئے۔ درد بھرے دل سے کہتا ہوں اور اس کے آگے میں اور کیا کہہ سکتا ہوں بقول حکیم الامت تھانویؒ کے کہ اگر میرا بس چلتا تو میں اپنا دل اپنے دوستوں کے دل میں ڈال دیتا۔

ان دو آیتوں میں تقویٰ حاصل کرنے کے دو نسخے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے جن کی روشنی میں اس وقت دو نسخے میں نے ولی اللہ بننے کے آخرت کی کرنسی کا مالدار بننے کے پیش کیے۔ جب ساری دنیا لات مار دے گی تو یہی کرنسی کام آئے گی اور وہ کیا ہے؟ اللہ کی دوستی۔ تقویٰ کے لیے ایک آیت تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمائی کہ اہلِ تقویٰ کی صحبت میں رہو اگر اہل تقویٰ کے پاس رہو گے تو غفلت کا لقوہ گر جائے گا۔

ولی اللہ بننے کا دوسرا نسخہ

نمبر دو جب ریل کو سٹہ جاتی ہے تو دو انجن لگاتے ہیں چڑھائی پر ایک انجن نہیں سنبھال پاتا ایک انجن ریل کے پیچھے بھی لگا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمایا۔ فرمایا کہ اے ایمان والو! میں نے رمضان کے روزے کس لیے فرض کیے تم کو بھوکا پیاسا مارنے کے لیے نہیں لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم متقی بن جاؤ کیوں کہ ایک انجن تو اللہ والوں کی صحبت کا ہے جس میں تم بیٹھتے ہو دوسرا انجن اور لگا دیتا ہوں تاکہ تم جلد ولی اللہ بن جاؤ یہ مہینہ ڈبل انجن کا ہے اس مہینہ میں جس نے گناہ نہ چھوڑا سمجھ لو گیارہ مہینہ تک اس کو گناہ سے نجات نہیں مل سکتی۔ یہ بزرگوں کا تجربہ ہے۔ جس کا رمضان زیادہ اچھا ہوگا، تقویٰ سے گذر جائے گا سمجھ لو اس کا پورا سال تقویٰ سے گذرے گا کیوں کہ اس نے اللہ کے رمضان کا احترام کیا لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کا احترام کیا تو اللہ تعالیٰ

بھی اس کو تقویٰ سے عزت عطا فرمائیں گے، اس کو گناہوں سے ذلیل ورسوا نہیں فرمائیں گے۔ جو اللہ کے احکام کی عظمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس بندہ کو عظمت و اکرام بخشتا ہے۔ بس تقریر ختم ہو گئی یہ مہینہ ڈبل انجن کا ہے ایک تو اہل اللہ کی صحبت ہے جو الحمدللہ ہم کو نصیب ہے ماشاء اللہ ہمارے شہر میں کیسے کیسے اہل اللہ موجود ہیں اور رمضان کا مقصد بھی تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم متقی بن جاؤ، ہم تم کو بھوکا مارنے کے لیے روزہ فرض نہیں کر رہے ہیں لہٰذا افطار سے پہلے دعا کر لیجئے اور تہجد کے وقت دعا کر لیجئے جب سحری کے لیے اٹھتے ہیں اور آج قرآن پاک ختم ہوا ہے اس وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے اور رمضان شریف میں دعا کی قبولیت کے چار اسباب ہیں، چار سبب اللہ کی رحمت کو برسانے کے لیے پیدا کر دیئے گئے ہیں:

نمبر ۱ افطار سے پہلے   نمبر ۲ تہجد کے وقت میں

نمبر ۳ جب قرآنِ پاک پڑھا جاتا ہے اس کے بعد

نمبر ۴ عرش کے اٹھانے والے فرشتے پورے مہینہ میں روزہ داروں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ فضائل رمضان میں دیکھ لیجئے۔

اب دُعا کیجئے اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد النبی الامی والہ وصحبہ وبارک وسلم یارب العالمین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اور عرشِ اعظم کو اٹھانے والے فرشتوں کی آمین کے صدقہ میں جو قرآن پاک آپ کا عظیم الشان کلام آج یہاں ختم ہوا ہے اس کے صدقہ اور طفیل میں اور اس مبارک مہینہ کے صدقہ اور طفیل میں اپنی رحمت سے ہمارے مجرمانہ دل

کو نکال کر اپنے نیک بندوں کا دل داخل کر دیجئے۔

اے اللہ ہمارے دلوں کا مزاج بدل دے فاسقانہ نافرمان گناہ کے مزاج کو خبیث عادتوں کو یا اللہ طیب مزاج سے بدل دے اور جو لوگ چھپ چھپ کر اپنے نالائق اور غلط ماحول میں جا کر اپنی عادت کو صحیح نہیں ہونے دے رہے ہیں اے خدا اُن کو اپنی جان پر اور ہم سب کو اپنی جانوں پر رحم کرنے کی توفیق عطا فرما کہ ہم لوگ اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہ ماریں اللہ والوں کا صحیح حق ادا کرنے کی توفیق دے دے کہ ہم جب ان کے دَر پر آگئے تو ساری برائیوں سے ہم سب کو توبہ کی توفیق عطا فرما دے۔ معصیت کے مراکز میں دوبارہ جا کر اپنی روح کی ناک کو فاسد کرنے سے ہم سب کو پناہ نصیب فرما اے اللہ اختر کو اور ہم سب کو اور میرے دوستوں کو اور ہم سب کے گھر والوں کو اور آپ سب کے گھر والوں کو ایسا ایمان و یقین عطا فرما دے کہ زندگی کا ہر لمحہ اور زندگی کی ہر سانس اے خدا ہم سب آپ پر فدا کر دیں، آپ کو خوش کرنے کے لیے قربان کر دیں کبھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں نہ اختر نہ اس کی اولاد نہ میرے دوست نہ ان کے گھر والے سب کو ایسا ایمان و یقین عطا فرما دے اولیاء صدیقین کا جو آخری مقام ہے جہاں سے آگے نبوت شروع ہوتی ہے اے خدا آپ نے بابِ نبوت کو بند فرمایا لیکن اولیاء صدیقین کا دروازہ کھولا ہوا ہے اپنی رحمت سے ہم سب کے لیے اولیاء صدیقین کے دروازے کھول دیجئے اور ہم سب کو منتہائے اولیاء صدیقین کا مقام اپنی رحمت سے عطا فرما دیجئے کیوں کہ آپ کریم ہیں اور کریم کی تعریف محدثین نے یہ کی ہے کہ کریم وہ ہے جو نالائقوں پر مہربانی کر دے ہم نالائق ہیں لیکن آپ تو لائق ہیں اپنے کرم سے ہم نالائقوں پر مہربانی فرما دیجئے

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

مرقعِ عبرت

کتابی چہرے جو ہوں گے بینگن
تو ٹوٹ جائیں گے سارے بندھن
وہ شاہزادی لگے گی بھنگن
اگرچہ پہنے وہ لاکھ کنگن
یہ دانت ہل کر اُکھڑ پڑیں گے
لگائیں اُن پر ہزار منجن
نہ سُننا اے میرؔ اُن کی ہرگز
کہ نفس و شیطان ہیں تیرے دُشمن
لگا بڑھاپے سے مجھ کو فتوٰی
اگرچہ پہنے ہُوئے ہے اچکن
ہُوئے ہیں پیری میں مثلِ بلّی
جو تھے جوانی میں شیر افگن
بچاؤ اپنی نظر کو عشرتؔ
یہی ہے بس اِک طریق احسن